بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

نئے سال ہجری کا آغاز یعنی یکم محرم الحرام اس لحاظ سے بے حد مبارک ثابت ہوا ہے کہ اس دن صدر پاکستان تیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل ضیاء الحق صاحب نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں چند ابتدائی یت کے مگر اہم اور بنیادی اقدامات کا اعلان کیا۔ صلوٰۃ جمعہ اور جماعات کی پابندی اور اہتمام کرنے کی تلقین، ض ابتدائی شعبوں میں سودی کاروبار کی تحدید، اور مکمل طور پر سودی نظام کے خاتمہ کی تیاریوں کی اطلاع، اور بارہ ع الاوّل کو زنا، شراب، سرقہ اور ڈکیتی کے بارہ میں قوانین کے اعلان کی خوشخبری اس میں سے ہر بات اس لحاظ سے یت تحسین و ستائش کی مستحق ہے کہ ملّتِ پاکستانیہ مدتوں سے جس صبحِ صادق کی منتظر ہے۔ اس کی کچھ کرنیں ان لامات میں پہلی بار دکھائی دینے لگی ہیں اور بلاشبہ جنرل ضیاء الحق صاحب پاکستان کے پہلے حکمران ہیں جو سنجیدگی ر خلوص سے اس ملک کی سمت قبلہ درست کرنے میں کوشاں معلوم ہوتے ہیں، ملک کی قیادت اور طاقت کا شیہ اگر صحیح ہو تو معاشرہ میں اس کے انقلابی اثرات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ نماز کے سلسلہ میں اگرچہ نًا احکامات نافذ نہیں کئے گئے۔ (جبکہ کسی مملکتِ اسلامیہ کی سب سے پہلی ذمہ داری قرآن نے یہی قرار دی ہے اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر۔) مگر صرف زبانی تبلیغ و تلقین سے لمی دفاتر اور سرکاری اداروں میں باجماعت نمازوں کے اہتمام کے وہ روح پرور مناظر سامنے آگئے ہیں جو عام دتوں کی ہزاروں مساعی، تقاریر اور مواعظ سے ممکن نہ تھے۔ اس طرح نماز جمعہ کے سلسلہ میں بھی عام مسلمانوں کے ہتمام میں بڑی حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ ایک مثال ہے اس بات کی کہ اگر اسلامی معاشرہ کا برسرِ اقتدار طبقہ اصلاح و ایت کے سلسلہ میں اپنا فریضہ اور مسئولیت خداوندی کے تقاضے پہچان لے اور وہ معروفات کے فروغ اور نکرات کے استیصال میں اپنی ذمہ داری محسوس کرے تو اس کے ہمہ گیر اور فوری اثرات اور برکات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ قوم اب منتظر ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو زنا، شراب، سرقہ، ڈکیتی کے اسلامی حدود و تعزیرات کے نفاذ کا بھی جامع اور مکمل شکل میں اعلان آجائے۔ اس سلسلہ میں قائد قومی اتحاد مولانا مفتی محمود صاحب کا یہ مطالبہ نہایت معقول ہے۔ کہ ان حدود کے ساتھ حدِ قذف کا بھی اعلان کرنا چاہیئے جو ایک طرف تو حدودِ زنا کے لئے ایک تتمہ اور لیلی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسری طرف غلط الزامات دعاوی اور جھوٹے شہادات کے انسداد کا بھی لازمی اور قطعی استہ ہے۔ سودی نظام کی بعض صورتوں اور جزوی اصلاحات کی بجائے ہم اس مبارک دن کے انتظار میں ہیں کہ اسلام

کے معاشی عادلانہ نظام کو تہس نہس کرنے والی یہ لعنت مکمل طور پر ختم کر دی جائے اور اس ملک میں اسلام کا منصفانہ عادلانہ معاشی نظام جاری ہو۔

صدر محترم کے ان اعلانات میں سب سے اہم اعلان چاروں صوبائی ہائی کورٹوں میں شریعت بنچ اور سپریم میں اپیل شریعت بنچ کے قیام کا فیصلہ ہے اور جس پر بارہ ربیع الاول سے انشاء اللہ عملدرآمد ہوگا۔ چونکہ ایسے بنچ کا قیام اس ملک میں پہلا اور نیا تجربہ ہے اور اس کے دیرپا انقلابی نتائج پورے معاشرہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں جبکہ ایسے تجربات پر دنیائے اسلام اور دیگر اقوام کی نظریں بھی لگی ہوئی ہیں اس لئے طبعی طور پر صدر محترم کے اعلانات میں اب تک زیادہ زیر بحث شریعت بنچ ہی آرہے ہیں۔ اسکی حسن و قبح پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اور اصلاحی بیانات میں کوششیں ہو رہی ہیں کہ شریعت بنچوں کی تشکیل اس کے دائرۂ کار اور طریق کار میں ایسی کوئی خامی نہ رہے جو آگے اس تجربہ کی ناکامی یا اسکی تضحیک کا ذریعہ بن جائے یا پھر خدانخواستہ یہ بنچ اسلامی قوانین اور تعبیر و تشریح اور توضیح کے کام میں مزید اضطراب و انتشار برپا کرنے کا ذریعہ نہ بن جائیں۔ اس سلسلہ میں بڑا اعتراض تو اس اطلاع سے ہو گیا ہے کہ شریعت بنچ کے دائرۂ کار سے مسلم پرسنل لاء، مالیاتی قوانین وغیرہ کے **غیر موقت** استثناء کے سلسلہ آرڈیننس میں ترمیم کیا جا رہا ہے گویا یہ مستثنیات متبادل انتظامات تک ایک محدود وقت تک رکھی گئی ہیں اگ ایسا نہ ہوتا تو اس میں شک نہیں کہ مالیاتی نظام کے سلسلہ میں ایک بحران پیدا ہو سکتا ہے مگر جہاں تک مسلم پرسنل ا اور عہدِ ایوب کے رسوائے زمانہ عائلی قوانین کا تعلق ہے اس کو تحفظ دینے کی بات پر قوم بجا طور پر محوِ حیرت ہ ہے۔ ہماری رائے میں یا تو فوری طور پر عائلی قوانین کے بارہ میں علماء اسلام کی ترامیم کو قبول کر کے اس کے غیر اسلا پہلوؤں کو ختم کر دیا جائے یا شریعت بنچ کے دائرۂ اختیار سے ان قوانین کے استثناء کو فوری طور پر ختم کر دیا

سب سے بڑی اور نہایت خطرناک خامی جو مجوزہ شریعت بنچوں میں رکھی گئی ہے وہ یہ کہ ان بنچوں کی تشک میں **مفوضہ** کام اور ذمہ داریوں کی اہلیت و صلاحیت اور استعداد کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان بنچوا کی تشکیل ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے موجودہ جج حضرات سے کی جائے گی، اسلامی شریعت اور فقہ پر براہ را عبور رکھنے والے علماء اس میں شامل نہیں، ان کا کام صرف اس قدر ہوگا کہ اگر ضرورت پڑی تو وہ وکیلوں کی طرح ان کو قانونی مشورہ دے سکیں گے جبکہ کوئی بنچ ایسے مشوروں کے ماننے کا پابند نہیں ہوگا —— یہ اس ملک کی بدقسمہ اور ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ یہاں اسلام اور اسلامی نظام کے سلسلہ میں کوئی بھی قدم خلوص، للہیت، حقیقت اور صحیح منصوبہ بندی کے تحت نہیں اٹھایا جاتا، ہم زندگی کے ہر شعبہ میں رجالِ کار کی صلاحیت اور استعداد (کوالیفک کو ملحوظ رکھتے ہیں مگر جب اسلام کی ترجمانی و تشریح کی بات آتی ہے تو ملک کا وہ تعلیم یافتہ طبقہ جو عہدِ غلامی کی نحوست